

۲ بیٹھ کر سائے گل میں ناصر  
ہم بیت رونے جب وہ یاد آیا

اس شعر میں شاعر نے بڑے جمالیاتی انداز میں اپنا دکھ بیان کیا ہے۔  
اس شعر کے دو پہلو ہو سکتے ہیں۔ ایک تو چونکہ وہ اپنے محبوب  
کے ساتھ بھولوں کے سائے میں وقت گزارا کرتے تھے اور وہاں جا کے  
اپنے محبوب کی کمی کی شرت محسوس ہوتی ہے۔ شاعر کہنا چاہ رہے  
ہیں کہ وہ بھول سے لدا درخت تو وہی ہے، میں بھی وہی ہوں،  
اور میری تنہائی بھی وہی ہے، مگر بس میرا محبوب جو کہ بھی وہاں  
ہوا کرتا تھا وہ اب وہاں موجود نہیں ہے۔ یہ سوچ کر رونا آ جاتا ہے۔

اس شعر کا دوسرا پہلو یہ ہو سکتا ہے کہ شاعر کہنا چاہ رہے ہیں کہ  
جب میں بھولوں کو دیکھتا ہوں تو اس کے رنگ، تازگی، اور خوبصورتی  
کو محسوس کرتا ہوں۔ اصل میں بھول ایک علامت ہے جو محبوب  
کے طرف اشارہ کر رہی ہے۔ شاعر ~~سمجھ~~ سمجھتے ہیں کہ ان کا محبوب بھی  
ایک بھول کی طرح خوبصورت ہے اور اسی وجہ سے شاعر بھولوں کو  
دیکھ کر شاعر کا دل ہم آتا ہے کیونکہ بھول شاعر کو محبوب کی یاد  
دلالت ہے۔

۱۰ تیرا بھولا پیو بیہان وفا  
م لیس گئے اتر اب یاد آیا

اس شعر میں شاعر کہنا چاہ رہے ہیں کہ محبوب نے میرے سے کچھ بھی وفا  
اور ساتھ بیہانے کا وعدہ کیا تھا۔ اگر محبوب کو یہ یاد آ جاتا ہے کہ  
یہ وعدہ پورا کرنا ہیوگا تو میں تو خوشی سے پی م جاؤں گا۔  
یعنی شاعر سمجھتے ہیں کہ یہ بالکل ممکن نہیں ہے کہ محبوب کو اپنا  
وعدہ یاد آ جائے اور وہ ان کے پاس حاضر واپس چلی آئے۔  
جب اُمید صحت پا جائے تو پھر بھی اتر وہ لوٹ آئے تو پھر انسان  
خوشی سے پی فون ہو جائے۔ شاعر کی دلی خواہش تو یہ ہے کہ  
محبوب لوٹ آئے کو اپنا وعدہ یاد آ جائے اور وہ واپس آ جائے  
لیکن اتنی سالوسی سے سزرنے کے بعد وہ بالکل بھی اُمید نہیں رکھتے کہ  
محبوب بھی لوٹ آئے گا۔



۲ جہالتوں کے زخم درد ناکا زندگی نے ہر دیے  
کچھ ہی بینہ آسنی مجھے ہی صبر آئی

اس شعر میں شاعر نے اپنا چاہ رہے ہیں کہ وہ لگتا تھا کہ کچھ سے جدا ہونے  
کے بعد تو ہم مریں جا گئے تھے۔ اور ہمیں لگتا تھا کہ ہم یہی ایک ایسا  
وجود ہیں جو سب سے خیر ہیں اور کیا دیکھو تو ہمیں مار پی ڈالے  
گا۔ مگر اللہ ایسا نہ ہوا۔ ہم سے جدا تو ہونے اور دیکھ ہی ہوا  
مگر بعض ایسے زخم اور دکھ ہیں کہ کچھ سے جدا ہونے کا  
زخم ہماری اور ہم کو بھول گئے۔ یعنی زندگی کے سفر میں  
اور ہی اتنے دکھ آئے کہ ہم سے جدا کے زخموں کا صدمہ  
ہو گیا اور گھبراہٹ ہو گئی۔ تو تو مجھے بھلا یہی چکا تھا، مگر ہم  
نے ہی صبر کا سمونٹ ہی لیا، حقیقت کو تسلیم کر لیا اور  
کچھ بھلا دیا۔

۴ وہ دوستی تو خیم اب نصیب دشمنان ہوئی  
وہ چھوٹی چھوٹی رنجشوں کا ~~لطف~~ لطف ہی چلاتیا

اس شعر میں شاعر کہنا چاہا ہے کہ محبوب سے وہ دوستی  
جس میں محبت اور عشق کی کیفیت تھی صوفیوں کے، اس کو اب  
دشمنوں کی نظر لگ گئی ہے۔ چلو اب یہ دوستی تو نہ رہی،  
دوستی کا رشتہ تو نہ رہا، مگر وہ جو پیارے ساتھ روٹھے منانے  
کا سلسلہ جاری تھا وہ بھی ختم ہو گیا۔ دوستی تو چھوٹی، اسے  
تو نظر نہ لگتی، مگر جب تم بیوئے آوے جو نہ تھوڑا بہت جھگڑا  
ہو جاتا، کبھی نارازگی ہو جاتی، اب پیارے جانے کے بعد وہ احساس  
بھی چلے آئے۔ یعنی محبوب کا تھوڑا سا غم بھی سپانا لگتا ہے،  
پسندیدہ چیز کی ہر ادا پیاری لگتی ہے مگر محبوب کے چلے جانے کے بعد  
اب وہ رنجش بھی باقی نہ رہی۔



۲ حال دل ہم بھی سناتے ہیں  
جب وہ رخصت ہو تب یاد آیا

اس شمع میں شاعر کہنا چاہتے ہیں کہ ~~میں~~ میں سوچا تھا کہ  
عجبوں کو دل کی ہر بات بتا دوں۔ اس کے بغیر جو دل کی  
بے حالی ہوئی تھی، جو مایوسیوں جھائی ہوئی تھی، ہر نشانیوں تھی،  
سب اسے بیان کر دوں۔ مگر جب محبوب پاس تھی، سب کچھ  
کچھ بھول کر اسے دیکھنے میں، سر اپنے میں اتنا مگن ہو گیا، اس  
کے دیراز میں ایسا کھو گیا کہ اور سب کچھ کچھ کہنے یاد ہی  
نہیں رہا۔ یہ جب رخصتی کا وقت ہوا اور وہ جانے لگا تب یاد  
آیا کہ مجھے تو اسے کچھ کہنا تھا، بتانا تھا، اپنے کھگین دل کا حال  
اور اپنے جذبات و احساسات کو بیان کرنا تھا۔  
مگر کچھ بھی نہیں کر سکے۔